بانیٔ ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روحِ روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہوں، صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو، بداخلاقی سے اُسے نفرت ہو، خواہشاتِ نفسانی پر قابو پائے، ضبطِ نفس اور تحمل کا خوگر ہو، فتنہ انگیزی سے باز آئے، شرارت نہ کرنے پائے۔ ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لیے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے۔ اس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔

قوتِ حیوانی کی شدت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ اگر قوتِ حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو بہت سی برائیوں سے یقیناً انسان رُک جائے گا۔ چنانچہ اسی قاعدہ سے اسلامی شریعت میں قوانینِ روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ

"نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعے سے اپنی اُمت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے۔"

——— (حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۴ رمضان المبارک ۹۶ھ
۱۰ ستمبر ۱۹۷۶ء

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

والدین کی نافرمانی

وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ۔

ترجمہ: اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کر اگر وہ تجھے تیرے اہل و عیال اور مال و دولت سے الگ ہو جانے کا حکم دیں۔

یہ اسی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا پہلا حصہ اگست میں پڑھ چکے ہیں۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے دوسرے جزو کا بیان ہے۔ یعنی یہ کہ والدین کی نافرمانی نہ کرو خواہ تمہیں اس کے لیے کتنا کچھ نقصان کیوں نہ برداشت کرنا پڑے۔

اس حدیث سے والدین کی قدر و منزلت، بزرگی اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ تمام لوگوں کے مقابلہ میں جن سے انسان کو واسطہ پڑتا ہے۔ صرف والدین ان سب سے زیادہ احسان، شفقت، مہربانی، ایثار و قربانی، محبت اور الفت کرتے ہیں۔ وہ اولاد کی صحت و سلامتی اور ترقی و خوشحالی کے لیے بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ بچپن میں ماں اپنی مامتا سے اور باپ اپنی شفقتِ پدری سے جس قدر اسے آرام و سکون پہنچانے کے لیے آرزومند ہوتے ہیں۔ اس کی مثال کہیں اور ملنی ناممکن ہے۔ ماں باپ اسے ہر آفت اور تکلیف سے محفوظ رکھتے ہیں۔ بیمار ہو جائے تو بلائیں لینے لگتے ہیں۔ صبح و شام کی گردش میں صرف بچہ ماں باپ کی توجہ کا مرکز رہتا ہے، وہ اسی کے لیے کماتے ہیں۔ محنتیں اور مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ وہ اسے پال پوس کر بڑا کرتے ہیں۔ اس کی تعلیم و تربیت کا بار اٹھاتے ہیں۔ ان کا دل خلوص اور محبت کا اتھاہ سمندر ہوتا ہے۔

والدین اپنی اولاد کی بے شمار اور اَن گنت ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کپڑا لتا، شادی بیاہ، نگرانی و نگہبانی غرض جب تک وہ خود دنیا سے کوچ نہ کر جائیں وہ اس کی سہولت اور آرام کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اس کی ہر بلا اپنے سر لینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اس بے غرض اور بے لوث خلوص و محبت کی نہ کوئی قیمت ہو سکتی ہے اور نہ کوئی انسان ادا کر سکتا ہے۔ اس لیے انسان پر اوّل ترین فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی حال میں بھی اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے ان کی ناراضگی اور خفگی کا کوئی کام نہ کرے خاص کر بڑھاپے میں جب وہ خود موت کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ ان کی جسمانی قوتیں کمزور پڑ گئی ہوں اور وہ اب خود اولاد کی مدد و راحت کے طالب ہوں انہیں اس قدر آرام پہنچائے کہ انہیں کمزوری محسوس تک نہ ہو۔

اگر کبھی کبھار ظاہری طور پر وہ اولاد کے مفاد کے خلاف بھی کوئی بات کہیں تو وہ صرف عارضی ہوتی ہے وہ دل کی گہرائیوں سے کبھی بھی اولاد کا بُرا نہیں چاہتے۔ ہرگز ممکن نہیں کہ والدین دیدہ و دانستہ کسی وقت بھی اپنی اولاد کا برا چاہیں گے۔ وہ کبھی جو سخت اور ناروا ناروا فرمائش بھی کرتے ہیں تو اس میں بھی انہیں اولاد کی بہتری مطلوب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی سے بڑی قربانی کر کے بھی والدین کو راضی رکھو اور کسی حال میں بھی ان کی نافرمانی نہ کرو۔

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریمیر پرنٹرز میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۲ ——— شمارہ نمبر ۱۶

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر:

محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر

مولانا محمد اجمل

زاہد الراشدی

صالح محمد صفدری

بدل اشتراک

سالانہ ——— ۳۵.۰۰

ششماہی ——— ۱۸.۰۰

سہ ماہی ——— ۹.۵۰

فی پرچہ ——— ۰.۷۵

رمضان اور پاکستان

گذشتہ ہفتہ چند سطری شذرہ اس سلسلہ میں لکھا گیا تھا۔ اب مفصل اداریہ قائد محترم کے قلم سے پیشِ خدمت ہے (ادارہ)

رمضان کا مبارک مہینہ ہم پر جلوہ فگن ہے۔ یہ خیر و برکت کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن سمیت تمام آسمانی کتابیں نازل ہوئیں اس میں خدائے بزرگ و برتر نے ایک ایسی رات رکھی جو کتاب الٰہی کے مطابق ہزار مہینوں سے بہتر و افضل ہے ———

نبی اُمّی نے اس مہینہ کے متعلق فرمایا کہ سال بھر جنت کو اس کے لیے آراستہ کرنے کے بعد ہلال رمضان کے نظر آتے ہی جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے بند کر دئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین مقید۔

اللہ نے اس مہینہ کو عبادتِ روزہ کے لیے منتخب فرما کر اہل ایمان کو اس میں روزہ کا حکم دیا۔ اور واضح فرما دیا کہ یہ عبادت صرف تمہارے ہی لیے نہیں تجویز کی گئی بلکہ جتنی قومیں تم سے پہلے صفحہ گیتی پر موجود رہی ہیں سب کے لیے روزہ کا حکم تھا۔ اور پھر خداوند قدوس نے واضح کر دیا کہ اس عبادت کا مقصد یہ نہیں کہ تم چند گھڑیاں منہ بند رکھو اور کھانے پینے اور دیگر خواہشاتِ نفسانیہ سے اجتناب کرو۔ بلکہ مقصد یہ ہے:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

کہ تم صفت تقویٰ سے آراستہ ہو جاؤ۔ تمہاری زندگیاں اطاعت ربانی کے رنگ میں رنگی جائیں اور تم وفا شعار بندوں میں شامل ہو جاؤ۔

اسی بنیاد پر حضرت حق فرماتے ہیں کہ جو اس عبادت کو دل کی گہرائیوں کے ساتھ بجا لایا اور میرے کرم و فضل کی امید رکھی۔ تو اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور وہ جب محشر کی ہولناک گھڑیوں میں آئے گا تو میں خود بغیر کسی واسطہ اس کو اس عبادت کا اجر و ثواب مرحمت فرماؤں گا ———

رب اکبر کو یہ عبادت اتنی محبوب ہے کہ اس کے بجا لانے والے کے منہ کی بو انہیں کستوری سے زیادہ مرغوب ہے اور وہ عید کے سعید و مبارک دن فرشتوں کو مخاطب کر کے اپنی عزت و کبریائی کی قسم کھا کر روزہ داروں کی بخشش کا اعلان فرماتے ہیں۔

لیکن!

آہ ہماری نالائقی کہ رحمت و مغفرت اور جہنم سے چھٹکارے کی یہ گھڑیاں بھی اسی طرح گذر رہی ہیں جس طرح ہماری زندگی کے باقی شب و روز گذرتے ہیں۔

بجائے توبہ و انابت ساری قوم مبتلائے فسق و فجور ہے اور یہ ایسے میں ہو رہا ہے جبکہ سیلاب اور بارشوں اور دوسری زمینی و آسمانی آفتوں نے ہمیں بری طرح گھیر رکھا ہے

اس عبادت کے احترام کا یہ عالم ہے کہ چند سال پہلے جو کچھ نہ کچھ احترام کی صورت نظر آتی تھی وہ بھی غائب ہو گئی ہے اور وہ تمام کام ہو رہے ہیں اور بالکل کھلے بندوں جن کا نہ کرنا تقاضائے دین و مذہب ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ یہ عظیم عبادت جس کی فرضیت و اہمیت سے قرآن و حدیث کے اوراق معمور ہیں اور امت کا چودہ سو سالہ عمل اس پر مستزاد۔ وہ رمضان ہی میں اسلام کے لیے معرض وجود میں آنے والے ملک میں اس بے حرمتی کا شکار ہو؟

آج اس گئے گذرے دور میں بھی مسلم ممالک میں احترام رمضان کا وہ اہتمام ہوتا ہے کہ دل سے بے ساختہ دعائیں نکلتی ہیں۔ لیکن ہم پاکستانی ایسے ہیں کہ ہمارے وزیر اعظم کے متعلق یہ خبر تو آتی ہے کہ وہ روزے رکھ رہے ہیں، (گویا کسی پر احسان کر رہے ہیں) لیکن احترام و حرمت کی خاطر کوئی کوشش نہیں۔ ہماری مختصر حکومت جو بالآخر ظلم کی نذر ہو گئی ہیں بحمدہٖ ہم نے احترام رمضان کا آرڈیننس نافذ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قدرت کی دستگیری و نصرت سے سرحد کے گلی کوچے احترام رمضان کی خوشبو سے مہک اٹھے۔ لیکن مرکزی حکومت اور ہر طرح کی با اختیار حکومت یہ سب کچھ دیکھ کر بھی منقار زیر پر ہے۔

گذارشات کا مقصد یہ ہے، بہت ہو چکی، اللہ کی طرف سے بار بار تنبیہ ہو چکی اور اب جو جھٹکا ہو گا وہ ہولناک اور عبرت ناک ہو گا۔ اس گھڑی سے پہلے دینی اقدار و شعائر کے لیے اپنی ذمہ داری کا احساس از بس ضروری ہے خدا توفیق دے۔

۲.۹.۷۶

شرمناک جھوٹ

پچھلے دنوں ٹرسٹی اخبار مشرق میں ایک خبر چھپی، کہ اوقاف مشاورتی بورڈ کا اجلاس ہوا جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مسجد نور گوجرانوالہ کو واگذار نہ کیا جائے۔ خبر کے مطابق اس اجلاس کی صدارت صاحبزادہ فیض الحسن صاحب نے کی۔ ان کے علاوہ دوسرے شرکاء کے نام شامل خبر تھے ان ناموں میں دو نام یہ بھی تھے۔ مولانا عبیداللہ انور اور مولانا خان محمد سجادہ نشین کندیاں۔

صاحبزادہ صاحب اور دوسرے حضرات تو خیر ان باتوں کے عادی ہیں اور ہمیں ان سے شکوہ نہیں وہ شوق سے اکبر کے نورتن بنیں۔ لیکن ان دو حضرات کا نام شامل کرنا شرمناک جھوٹ ہے۔ اوقاف بورڈ بنا تو ان حضرات سے استدعا کی گئی لیکن انہوں نے یہ پیشکش قبول نہ کی۔ چنانچہ ان کی جگہ دوسرے آدمی نامزد کئے گئے اور جب سے اب تک اس حیثیت سے کبھی ان حضرات کا نام استعمال نہ ہوا۔ اب جبکہ یہ حضرات جماعتی طور پر نہ بھی ویسے پوری طرح اس تحریک کے حامی و موید ہیں اور اول الذکر تو کئی بار اس سلسلہ میں گوجرانوالہ تشریف لے گئے حتیٰ کہ جیل میں تحریک کے قیدیوں تک سے ملاقات بھی کی اور لاہور ان کی مسجد میں ہمیشہ اس مسئلہ پر احتجاج ہوا۔ خود ان کے خطبات مندرجہ خدام الدین گواہ ہیں تو ان کے نام شامل کرنا کہاں تک صحیح ہے اور اس کی بنیاد کیا ہے؟

ہمارے خیال میں شر پسندوں نے یہ جھوٹ گھڑا ہے۔ لیکن ہم اس پر قرآن کے الفاظ میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے پر مجبور ہیں۔ افسوس ہے کہ تردیدی خبر کو ٹرسٹی اخبارات چھوڑ ان اخبارات نے بھی نہ چھاپا جو افضل الجہاد کلمۂ حق

(باقی صـ۱۶ پر)

خطبہ جمعہ — ضبط و ترتیب : ادارہ

روزہ کی روح — تقویٰ

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ أَیَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَیَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِینَ یُطِیقُونَهُ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِینٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَیْرٌ لَکُمْ إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۔ صدق اللہ العلی العظیم

ترجمہ : اے ایمان والو ! حکم ہوا تم پر روزے کا جیسا حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر، شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ، کئی دن ہیں گنتی کے ۔ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے ۔ اور جن کو طاقت ہے تو بدلا چاہیے ایک فقیر کا کھانا، پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اس کو بہتر ہے — اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ۔"

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ)

سورہ بقرہ ہے ان کی آیات ۱۸۳ اور ۱۸۴ ہیں۔ جو تلاوت کی گئی اور حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ نقل کیا گیا ۔

ان آیات میں ایک خاص عبادت جس کا شرعی اور دینی نام "روزہ" ہے کے متعلق چند باتیں ذکر کی گئی ہیں ۔ ان کو اسی ترتیب سے عرض کیا جائے گا ۔

پہلا ٹکڑا ہے جس میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ تم پر روزہ فرض کیا گیا ۔ چنانچہ روزہ ان پانچ بنیادی باتوں میں سے ایک ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے ۔ حضور علیہ السلام کا مشہور ارشاد ہے ۔ بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ الخ کہ اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے پانچ چیزوں پر ۔ پہلی کلمہ اسلام ہے یعنی توحید و رسالت کی گواہی و اقرار ۔ دوسری نماز، تیسری زکوٰۃ، چوتھی روزہ، پانچویں حج بیت اللہ ۔ چونکہ یہ ایک لازمی اور دینی حکم ہے اس لیے اس کا انکار کفر ہے اور یہ ایسی بات ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں ۔ البتہ وہ آدمی جو روزہ کو فرض تو جانے لیکن بغیر عذر شرعی کے یعنی بیماری و سفر چھوڑ دے نہ رکھے تو وہ بدترین قسم کا فاسق اور گنہگار ہے ۔

دوسرے ٹکڑے میں فرمایا ۔ کہ یہ ایک ایسا حکم ہے جس میں تم تنہا نہیں بلکہ تم سے پہلی امتیں بھی اس حکم میں شریک تھیں ۔ کما کتب علی الذین من قبلکم

یہاں حضرت لاہوری قدس سرہ فرماتے ہیں :-

"قانون الٰہی کی پابندی سکھلانا روزے کا خاص مقصد ہے ۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں سے بھی روزے رکھائے گئے ۔"

(تفسیری نوٹ صہ۱۴)

اور لعلکم تتقون کے ٹکڑا میں مقصد روزہ کا ذکر ہے یعنی تقویٰ و پرہیزگاری ۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت سے روزہ دار

اور بہت سے شب بیدار، روزہ اور شب بیداری سے کچھ نہیں حاصل کر پاتے سوائے بھوک پیاس اور نہ سونے کے۔

اس حدیث کا واضح طور پہ مصداق وہی عناصر اور افراد ہیں جو رسم روزہ تو پوری کرتے ہیں لیکن روح روزہ اور مقصد روزہ یعنی تقویٰ و پاکیزگی اور خدا خوفی کا لحاظ نہیں کرتے۔ اور جو لحاظ کرتے ہیں وہ نوازے جاتے ہیں۔ ارشاد نبوت ہے:

"جس نے ایمان کی حالت میں طلب ثواب حصول سعادت کے لیے روزہ رکھا اور رات کا قیام کیا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"

یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ عید کے دن جب عیدگاہ سے واپس ہوتے ہیں تو گناہوں سے پاک۔ اور ایسے پاک گویا ابھی ماں کے پیٹ سے باہر آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سعادت انہی کو نصیب ہوگی جنھوں نے پورا مہینہ تقاضائے دین و ایمان پورے کر کے روح روزہ حاصل کی۔

یہ عبادت اتنی عظیم البرکت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کہ روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔ اور ایک دوسری صورت یہ ہے کہ اُجْزٰی پڑھا جائے جب مفہوم ہوگا کہ اللہ فرماتے ہیں میں ہی روزہ کی جزا ہوں۔

اَیَّامًا معدودات کے ٹکڑے میں اس کا اظہار ہے کہ عمر یا سالوں کی بات نہیں محض چند دن ہیں اور ان دنوں کی تعیین اگلی متصل آیت میں ہے یعنی شہر رمضان الخ کہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا اس کو جو پائے وہ روزے رکھے۔ معلوم ہوا ایاما معدودات کی تشریح و تفسیر یہی ہے۔ رہ گیا رمضان کا معاملہ تو وہ ۲۹ یا ۳۰ دنوں میں دائر ہوتا ہے۔ خود حدیث میں ہے۔ آپ نے انگلیوں کے اشارے سے سمجھایا کہ مہینہ کبھی ۲۹ کا ہوتا ہے کبھی ۳۰ کا۔ انہی ۲۹ یا ۳۰ دنوں کا روزہ فرض ہے اور نہ ماننا کفر، جبکہ مان کر نہ رکھنا منافقت و نافرمانی۔

اس سے آگے چند مسائل ہیں۔

پہلی بات مریض و مسافر کے لیے رخصت کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ روزہ ایک خاص قسم کے مسلمان پر فرض ہے۔ جس مسلمان میں وہ شرائط نہ ہوں گی وہ اس کا مکلف نہیں یعنی بالغ ہو، عاقل ہو۔ مجنون اور بچے پر روزہ نہیں اور یہ لوگ یعنی مریض و مسافر وقتی طور پر ان سے تکلیف اٹھا دی گئی کہ جب صحت ہو جائے اور سفر ختم ہو جائے تو پھر قضا کرے۔ ہر ایسا بیمار جس کو ہلاکت نفس کا خوف ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو اور سفر باعث پریشانی ہے ہی اس لیے اللہ نے اجازت دے دی۔ اس اجازت کا دو بار ذکر کیا اس آیت میں بھی اور دوسری آیت میں بھی۔

آگے فرمایا کہ طاقت ور ایک مسکین کو کھانا کھلا دے واضح بات ہے کہ ابتداء اسلام میں جبکہ عبادت صوم سے لوگ ابھی تک پوری طرح مانوس نہ ہوئے تھے تو اس قسم کی اجازت تھی لیکن اس کے بعد ایک دوسری آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یعنی جو تم میں سے اس مہینہ کو پالے تو روزہ رکھے۔ اس حکم سے پہلی اجازت باقی نہیں رہی۔ اب فدیہ کی محض اسے اجازت ہے جو انتہائی بوڑھا ہو اسکت و طاقت نہ رکھتا ہو۔

اللہ تعالےٰ نے اصل طاقت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ روزہ رکھو تو بہتر ہے۔

اور حضرت الامام الشاہ ولی اللہ قدس سرہٗ تو یہ فرماتے ہیں کہ فدیہ کے مسئلہ کا تعلق ہی صدقہ فطر سے ہے یعنی جو طاقت و سرمایہ رکھتے ہیں وہ صدقہ فطر دیں۔ بہر حال یہ مختصر گذارشات تھیں روزہ کے سلسلہ میں ان آیات کے ضمن میں

حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے ارشادات کا خلاصہ بلاحظہ فرمائیں۔ دریا بکوزہ کی مثال صادق آتی ہے

"نفس کے بندوں اور ہوا پرستوں کو نہایت ہی شاق ہوتا ہے۔ اس لیے تاکید اور اہتمام کے الفاظ سے بیان کیا گیا اور یہ حکم (روزہ)

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے اب تک برابر جاری رہا ہے۔

بڑی حکمت روزہ میں یہی ہے کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں ان کا کرنا سہل ہو جائے اور متقی بن جاؤ۔ بعض اکابر نے طعام مسکین سے صدقۃ الفطر بھی مراد لیا ہے (حواشی)

رمضان کے فضائل میں یہ بات بہت کافی ہے کہ قرآن عزیز سمیت تمام آسمانی کتابیں اس مہینہ میں نازل ہوئیں۔ حضور علیہ السلام نے اس کو "شہر اللہ" قرار دیا۔ آپ نے اس کے عشرہ اول کو رحمت، دوسرے کو مغفرت اور تیسرے کو جہنم سے آزادی کا عشرہ قرار دیا۔

عبادات کے ثواب میں بیش بہا اضافہ، رزق میں زیادتی اور بے شمار برکات ذکر فرمائیں۔

روزہ دار کے منہ کی بو جو معدہ خالی ہونے سے آتی ہے نہ کہ منہ کی عام بو کہ وہ ناپسندیدہ ہے اور بذریعہ مسواک اس کا ازالہ ضروری ہے۔ تو معدہ کے خالی ہونے کے سبب جو بو آتی ہے اسے کستوری سے بہتر قرار دیا۔ فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ صرف روزہ داروں کے لیے ہے جس کا نام ریّان ہے جس کے معنی میں سیرابی شامل ہے۔ جبکہ روزہ میں عطشان یعنی پیاس کا مفہوم داخل ہے۔ گویا پیاس کا بدلہ سیرابی ہے۔

تو اتنا خیر و برکت کا مہینہ جس کے لئے سارا سال جنت آراستہ کی جاتی ہے اور جس کے آتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جہنم کے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ ساھ میں رحمت خداوندی سے دامن مراد کو نہ بھرنا، اپنے گناہوں کی بخشش نہ مانگنا اور انفرادی و اجتماعی عذاب اور مصائب سے چھٹکارے کی صورتیں نہ کرنا بہت بڑی بدبختی ہے۔

اس وقت ہمارے مصائب کی کمی نہیں چاروں طرف پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے۔ اس کے باوجود غفلت ہے۔ یا تو روزہ رکھنا نہیں اور رکھنا ہے تو سینما، چغلی، غیبت، بدگوئی، جھوٹ اور دوسرے جرائم نہیں چھوڑتے۔ ہونٹوں پہ پردے لٹکا کر غیرت خداوندی کو للکارنا بدترین قسم کی سیاہ بختی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک ایسا مقدس عمل جو تمام انبیاء علیہم السلام کے ادیان میں قدر مشترک ہے اور بیش بہا برکات اور فضائل کا مجموعہ ہے اس کو کما حقہ پورا کر کے اور بجا لا کر اللہ کو راضی کر لیں۔ آج یہ دن بھی یوں گزر گئے تو ہمارا خدا ہی حافظ ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میٹھے بول

(عبدالجلال صدیقی سراقی)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت جس بندے پر زیادہ ہوتی ہے۔ اس بندے پر لوگوں کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔

۲۔ تو خدا کو یاد رکھ اس کو اپنے سامنے پائے گا۔

۳۔ تو اللہ کو یاد رکھ وہ تیری حفاظت کرے گا۔

۴۔ تم اللہ کو راحت میں نہ بھولو، وہ تمہیں مصیبت میں نہ بھولے گا۔

۵۔ دنیا میں مہمان کی طرح رہو۔

۶۔ تم اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ

۷۔ باوضو حالت میں سویا کر اگر تم مر جاؤ گے تو شہید مروگے۔

۸۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم کرو۔ قیامت میں تمہیں مجھ سے ملاقات نصیب ہوگی۔

۹۔ تم معاف کرو تمہیں بھی معاف کیا جائے گا۔

۱۰۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

۱۱۔ اپنے گھر والوں کو سلام کیا کر، تمہارے گھر میں خیر و برکت زیادہ ہوگی۔

۱۲۔ میری امت میں تم جس سے بھی ملو سلام کرو، تمہاری نیکیاں زیادہ ہوں گی۔

۱۳۔ گناہ کو کم کر، موت تجھ پہ آسان ہوگی۔

★

تذکار نزول قرآن

مرتب: عبدالرحمٰن جامی النقشبندی، جلالپور پیروالا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ)

ترجمہ :- مسلمانو تم پر روزے اسی طرح لکھے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں اور قوموں پر اس سے پہلے لکھے گئے تھے تاکہ تقویٰ تم میں پیدا ہو۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخرہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم ولعلکم تشکرون۔ (البقرہ)

ترجمہ :- رمضان وہ ہے جس میں قرآن اترا جو لوگوں کے لیے سرتا پا ہدایت ہے۔ جو ہدایت و تمیز حق و باطل کی نشانی ہے۔ پس جو اس مہینے میں زندہ رہے وہ روزے رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو ان کے بدلے دوسرے دنوں میں پھر روزے رکھ لے۔ خدا آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور روزے اس لیے فرض ہوئے تاکہ تم اس عطائے ہدایت پر خدا کی بڑائی کرو اور شکر بجا لاؤ۔ مکے سے تین میل کی مسافت پر کوہ حرا واقع ہے آج سے ۱۴۰۰ برس پہلے ایام رمضان میں جب سخت گرمی کے دن تھے اور شدت حرارت سے ریگستان بطحا کا ذرہ ذرہ تنور بن رہا تھا اسی کوہ حرا کے ایک تیرہ و تاریک غار میں مادیات عالم سے ایک کنارہ کش انسان سربزانو تھا، وہ بھوکا تھا لیکن بھوکا نہ تھا کہ اس کے پاس کھانے کی وہ چیز تھی جس کو کھا کر انسان کبھی بھوکا نہیں ہوتا وہ پیاسا تھا لیکن پیاسا نہ تھا کہ اس کے پاس پینے کی وہ چیز تھی جس کو پی کر پھر انسان کبھی پیاسا نہیں ہوتا وہ تین تین چار چار دن کھانا پینا چھوڑ دیتا اس کے بعد بھی اس کی محبت میں کھانا چھوڑ دیتے تھے۔ لیکن وہ ان کو منع کرتا تھا کہ ایکم مثلی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ :- تم میں کون میری طرح ہے۔ میں بھوکا ہوتا ہوں تو میرا آقا مجھ کو کھلاتا ہے۔ میں پیاسا ہوتا ہوں تو میرا آقا مجھ کو پلاتا ہے۔

کوہ حرا کا مقدس عزلت نشین اسی طرح بھوکا پیاسا سربزانو تھا کہ ایک نور بے کیف نے تیرہ و تار غار کو روشن کیا وہ نور بے کیف کیا تھا ہدایت و عرفان کا ایک آفتاب تھا جو مطلع حظیرۃ القدس سے طلوع ہو کر اس کے سینے میں غروب ہو گیا فانہ نزلہ علی قلبک (بقرۃ) بے شک اس نے تو یہ کلام آپ کے دل پر اتارا ہے۔ اور پھر اس کے سینے سے نکل کر تمام عالم کو اس کی شعاعوں نے روشن کر دیا۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (انبیاء) ترجمہ :- اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

صیام رمضان :- وہ آفتاب جس کا مطلع حظیرۃ القدس تھا وہ آفتاب جس کا مغرب سینہ نبوی تھا وہ آفتاب جس نے عالم کو منور کیا قرآن مجید تھا جو ماہ مقدس کی شب مبارک میں آسمان سے زمین پر نازل ہونا شروع ہوا وہ ماہ رمضان تھا۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اترا جو لوگوں کے لیے سرتا پا ہدایت ہے۔ جو ہدایت حق و باطل کی نشانی ہے۔ پس

ان ایام میں ہماری بھوک، ہماری پیاس، ہمارا مادیاتِ عالم سے اجتناب اس یادگار میں ہے کہ ہم تک جو خدا کا پیغام لایا وہ ان دنوں بھوکا اور پیاسا تھا اور وہ تمام لذائذ مادی سے مجتنب تھا۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ (بقرہ)

ترجمہ:۔ پس جو اس مہینے میں زندہ موجود ہو وہ روزے رکھے۔ یہ اس کا حال تھا جو کوہ فاران کوہ حرا کی چوٹی سے جلوہ گر ہوا تھا (محمد صلعم) لیکن وہ جو سینا سے آیا (موسیٰؑ) وہ بھی توراۃ لینے کے لیے جب پہاڑ پر چڑھا تھا وہاں چالیس روز بدلی کے درمیان خداوند کے حضور میں رہا تھا (خروج ۲۴-۱۸) اسی طرح وہ بھی جو کوہ سعیر (کوہ زیتون) سے طلوع ہوا تھا (مسیحؑ) اس سے پہلے کہ وہ خدا کی منادی شروع کرے۔ جنگل میں چالیس روز دن رات بھوکا اور پیاسا رہا تھا (متی ۴-۲) پس ضرور تھا کہ وہ جو کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے والا تھا، وہ بھی اس سے پہلے کہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ وہ آئے، اور اس کے داہنے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہو وہ خداوند قدوس کے حضور بھوکا اور پیاسا رہے تاکہ جو لکھا گیا ہے وہ پورا ہو۔ یا ایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم (البقرہ) مسلمانو! تم پر روزہ اسی طرح لکھا گیا ہے جس طرح تم سے پہلوں پر لکھا گیا تھا۔

پس رمضان کی حقیقت کیا ہے وہ ماہِ مقدس جس میں امّی اسلامؐ فداہ ابی نبوت تحمل نزول قرآن کے لیے ضروریات مادیہ عالم سے مستغنی رہا اور اس لیے ضروری ہوا کہ پیروان ملت اسلامیہ اور متبعان طریقت محمدیہ ان ایام میں ضروریات مادہ عالم سے مستغنی رہیں کہ اس توفیق و ہدایت کا شکریہ و ممنونیت اور اظہارِ اطاعت و عبودیت ہو جو ان کو اس ماہِ مقدس میں عطا ہوئی۔ ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مفروضیت صیام رمضان اس لیے ہے کہ ہم اس عطائے فرقان و ہدیٰ (قرآن) پر خدا کا شکر بجا لائیں اور اس کے نام کی تقدیس کریں پس کون مسلم ہے جو خدا کے اس احسان اکبر اور نعمتِ عظیمہ کے شکر کے لیے تیار نہیں اور اس کی تقدیس کے لیے آمادہ نہیں اس کی تقدیس اور تمجید میں خود کو فراموش کرو، اس کے کلام کی عظمت کو یاد کرو جس نے تم جیسی نزار و نزار و کمزور قوم کو اپنی تسلی سے قوی کیا جو پھر کبھی کمزور نہیں ہوگی جس نے ۱۴۰۰ برس ہوئے کہ توحید کی آگ تمہارے سینوں میں روشن کی جو پھر کبھی نہیں بجھے گی جس نے تمہارے سر پر تاج خیر الامم رکھا جو کبھی نہیں اتر سکتا۔

شب قدر

وہ کونسی شب مبارک تھی، جس میں خدا کا کلام روح پرور ایک انسان کے منہ میں ڈالا گیا۔

وہ لیلۃ القدر یعنی عزت و حرمت کی رات تھی، بے شک وہ عزت و حرمت کی رات تھی جو ہزار مہینے سے بہتر تھی کہ آسمان کی باتیں زمین والوں کو سنائیں۔ کہ اس میں دنیا کے لیے امن و سلامتی کا پیغام اترا۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر و ما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھرۃ تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کلِّ امرٍ سلٰمٌ ھِیَ حتّٰی مطلع الفجر (القدر)

ترجمہ:۔ ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا؟ اور ہاں تمہیں کس نے بتایا کہ عزت و حرمت والی رات کیا ہے۔ وہ رات جو ہزار مہینے سے بہتر ہے جس میں ارواح مقدسہ اور فرشتے حکم خدا سے احکام لے کر نازل ہوتے ہیں۔ اس رات میں طلوع صبح تک سلامتی ہے۔

وہ شب کیا عجیب شب تھی دنیا عصیان و حق شناسی کی تاریکی میں مبتلا تھی، دیو باطل کا تمام عالم پر استیلاء تھا۔ توحید کا چہرہ نورانی کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب تھا۔ نیکیاں بدیوں سے شکست کھا چکی تھیں۔ دنیا کی تمام متمدن اور زبردست قومیں قوت الٰہی سے بغاوت کر چکی تھیں۔ ایک نحیف و ضعیف قوم بحر احمر کے کنارے ریگستانوں پر غفلت و جہالت کے بستروں پر پڑی سو رہی تھی۔ لیکن اس ظلمت کدہ عالم میں صرف ایک شے جو قوتِ الٰہی کے آگے اطاعت و تسلیم کے ساتھ سربسجود تھی وہ عزت نشین حرا کی جبینِ مبارک تھی اور ایک ہی قلب تھا جو بیدار تھا اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ اقدس تھا۔ یہ کیا عجیب و غریب شب تھی جو قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا جب عالم کی تنبیہہ و تادیب کے لیے ایک نحیف و ضعیف قوم کا انتخاب ہو رہا تھا۔ جب نیکیوں کا لشکر دوبارہ مقابلے کے لیے آراستہ کیا جا رہا تھا اور اس کی سپہ سالاری کے لیے وہ وجود اقدس منتخب ہو رہا تھا جو حرا کے حجرے میں بیدار اور سربسجود تھا اور رحمت کے

محافظ فرشتے اس کے ارد گرد صف بستہ تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیہا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا انا کنا مرسلین رحمۃ من ربک انہ ھو السمیع العلیم۔ (الدخان)

ہم نے اس کتاب مبین کو ایک مبارک شب میں اتارا کہ ہمیں انسانوں کو ڈرانا تھا۔ وہ مبارک شب جس میں پُر از حکمت امور کا ہمارے حکم سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ انسانوں کے پاس اپنی رحمت سے ایک رہنما بھیجنا تھا کیونکہ ہم پکارنے والوں کی دعائیں سنتے ہیں اور دُنیا کے ذرے ذرے کا حال جانتے ہیں۔ پس یہ وہ شب ہے جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہوا۔ یہ وہ شب ہے جس میں برکات ربانی کی ہم پر سب سے پہلی بارش ہوئی۔ یہ وہ شب ہے جب اس سینے میں جو خزینۂ نبوت تھا کلام الٰہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوئے اور رحمت ہائے آسمانی نے زمین میں نزول کیا۔ پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس لیلۂ مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو اور اس رحمٰن و رحیم ہستی کے آگے سرِ نیاز خم کرے۔ جبیں [illegible] زمین پر عجز و خاکساری سے رکھے اور بصد خشوع و خضوع دستِ تضرع دراز کرے۔

اعتکاف

مسلمان ان ایام میں مساجد کے گوشوں میں عزلت نشین معتکف ہوتے ہیں کہ غارِ حرا کا گوشہ نشین بھی ان دنوں عزلت نشین تھا۔ مسلمان ایام اعتکاف میں اس متکلم ازلی کے سوا جو ان راتوں میں معتکفِ حرا سے گویا ہوا تھا کسی سے نہیں بولتے کہ ایسا ہی اس نے بھی کیا تھا۔ جس کے مُنہ میں اس متکلم ازلی نے اپنی بولی ڈالی جب وہ حرا کے ایک گوشے میں شب و روز محویت اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تلاوتِ کلام عزیز، تفکر خلق السموات والارض، ذکر نام الٰہی تذکر اسماء حسنیٰ اور تحیۃ و تسلیم و ادائے صلوات میں اس طرح بسر کریں کہ ان اوقاتِ محدودہ کا کوئی لمحہ تذکر و تفکر سے خالی نہ ہو تاکہ ان اشخاصِ مقدسہ کا جلوہ اس کی آنکھوں میں پھر جائے۔ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علیٰ جنوبہم (آل عمران)

ترجمہ:۔ جو ہمیشہ اُٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں

الذین اذا ذکروا بہا خروا سجدا و سبحوا بحمد ربہم وھم لا یستکبرون تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا و طمعا (سجدہ)

ترجمہ: وہ جو قرآن کی آیتیں جب ان کو یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ ان کے پہلو راتوں کو بستر سے الگ رہتے ہیں اور وہ امید و بیم کے ساتھ خدا سے دعائیں کرتے ہیں۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ جن کو خرید و فروخت وغیرہ دُنیاوی اشغال ذکرِ خدا سے غافل نہیں کرتے۔ اسمٰعیل و ابراہیم علیہما السلام کی سب سے پہلی مسجد جن اغراض کے لیے تعمیر ہوئی ان میں ایک غرض یہ بھی تھی کہ وہ عزلت گزیناں عبادت گزار کا مسکن ہو۔ وعھدنا الی ابراھیم و اسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود (البقرہ)

ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام سے عہد لیا کہ وہ میرے گھر کو طواف اعتکاف رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھیں پس اے فرزندان اسمٰعیل و ابراہیم علیہما السلام اپنے باپ کے عہد کو یاد کرو اور جس گھر کو رکوع و سجود کے لیے [illegible] ہو، اسے اعتکاف کے لیے بھی پاک رکھو۔ تمہارے باپ اسمٰعیل و ابراہیم کا عہد خداوند کے حضور جھوٹا نہ ہو۔

کیا عجیب وہ جوشِ محویت ہے۔ جب مسلمان دن بھر کی بھوک اور پیاس کے بعد رات کو خدا کی یاد کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ اللہ وہ تکلیف جو راحت قلبی کا باعث ہو معتکفِ حرا بھی اسی طرح خدا کی یاد کے لیے راتوں بھر کھڑا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے پاؤں میں ورم آجاتا تھا کہ خدا کی ہدایت کا شکر بجا لائے پس شب کو جب عالم سنسان ہے اور دُنیا کا ذرہ ذرہ خاموش اور محو خواب شیریں ہے۔ آؤ شیفتگانِ سنتِ محمد صلعم کے ماہ مقدس آیا، ہم اپنے بستروں کو خالی کریں۔ خدا کی تقدیس میں مشغول ہوں اور اس کی حمد و ثنا کریں جس نے اس ظلم کدۂ عالم میں صرف ہم کو ایک ایسا چراغ بخشا جس سے ہمارے قلب منور ہو گئے۔ سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والھیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت، سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت ابدا ابدا سبوح قدوس ربنا و رب الملٰئکۃ والروح۔ ترجمہ:۔ تقدیس ہو، حکومت و شہنشاہی والے کی، تقدیس ہو، عزت، عظمت، ہیبت، قدرت کبریائی اور جبروت والے کی تقدیس ہو، اس زندہ بادشاہ کی جو

فضائل رمضان اور اس کے حقوق

از: استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
جمع و ضبط: محمود احمد غفرلہٗ مدرس جامع رشیدیہ ساہیوال

بیادگارِ سلف اُستاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ بانی و مہتمم مدرسہ عربیہ خیر المدارس مُلتان کا ایک وعظ جو حضرت رحمہ اللہ نے خیر المدارس کی جامع مسجد میں وفات سے دو سال قبل رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ بروز جمعہ ارشاد فرمایا — (محمود احمد غفرلہٗ جامع وعظ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

الحمد للہ نحمدہٗ و نستعینہٗ و نستغفرہٗ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمدًا عبدہٗ و رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و اٰلہٖ و سلم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ۔

اللہ تعالٰی نے یہ مبارک مہینہ ہمیں عطا فرمایا ہے اس واسطے سب مسلمانوں پر اس کا شکر واجب ہے۔ بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی زندگی میں رمضان مبارک آئے اور وہ اس کے آداب اور حقوق ادا کریں جو اس کے حقوق ادا کرے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ شاید زندگی میں دوسرا رمضان آئے یا نہ آئے اس واسطے اس کی جتنی قدر ہو سکے کرنی چاہیے۔ اللہ تعالٰی نے اس مہینہ کا رمضان نام رکھا ہے۔ رمضان مشتق ہے رمض سے اور رمض کے معنی ہیں جلا دینے کے۔ گویا یہ مہینہ مسلمانوں کے تمام گناہوں کو جلا دیتا ہے اور اللہ تعالٰی نے یہ مہینہ اس واسطے مقرر کیا ہے کہ انسان مختلف کام کرتا رہتا ہے۔ ساتھ ہی کچھ ناجائز اور بُرے کام ہو جاتے ہیں تو جو بُرے کام اور گناہ ہوتے ہیں اس سے دل پر سیاہ نقطے لگ جاتے ہیں۔ جب آدمی کوئی ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے۔ اور اگر دُوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے حتیٰ کہ جو گناہ نہ چھوڑے تو اس کو اتنے نقطے لگتے ہیں کہ سارے دل کو گھیر لیتے ہیں۔ سارا دل کالا ہو جاتا ہے۔ اس واسطے اس نقطہ کو توبہ سے دھو لو۔ پھر مرتے وقت اس کو توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی تو اللہ تعالٰی نے اس کی مغفرت کے لیے یہ مہینہ مقرر کیا۔ اس میں دوزخ کے دروازے سب بند کر دیے جاتے ہیں اور بہشتوں کے سب دروازے کھولے جاتے ہیں۔ سرکش اور بڑے بڑے شیاطین قید کر لیے جاتے ہیں اور لوگوں میں اللہ کی طرف سے فرشتے ندا کرتے ہیں۔ ساری گلی کوچہ، ہر دروازے اور ہر مکان پر یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَ یَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ۔ اے نیکی کے طلب کرنے والے تو متوجہ ہو جا اور اے بُرائی کے طلب کرنے والے تو رک جا۔ اللہ کے بندے جن کے دل صاف ہیں وہ اس کو سُنتے ہیں اور رات کو جاگتے ہیں۔ بلکہ فرشتوں کا ایک طائفہ ہے جو گلیوں میں کھڑا ہوتا ہے وہ سفارش کرتے ہیں کہ اللہ جو اس وقت جاگتے ہیں تو ان کو بخش دینا وہ سفارش کرتے ہیں۔ تو یہ سیاہی کو دھونے کے لیے جو گیارہ مہینوں میں لگتی ہے گیارہ مہینوں کے بعد یہ ایک

ہمینہ توبہ کے لیے ہے۔ اس مہینے میں اجر و ثواب کو بڑھا دیا
جاتا ہے۔ نفلوں کا ثواب باقی مہینوں کے فرض کے برابر
اور اس مہینے کے فرض باقی مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر۔
اس واسطے انسان کو چاہیئے کہ اس میں غفلت نہ کرے۔ اس
میں جتنی نیکی ہو سکے نیکی کرے اس واسطے اس کو رمضان کہتے
ہیں۔ رمضان اتنا مبارک ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کی اپنی طرف
نسبت کی ہے شَھْرُ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا مہینہ) معلوم ہوتا
ہے کہ اس مہینے کی بڑی خصوصیت ہے جیسے کہتے ہیں یہ چیز
بھائی سرکاری ہے۔ یہ وردی سرکاری ہے اس کی عظمت ہوتی ہے
تین عشرے ہیں اس مہینے میں اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَّ اَوْسَطُہٗ
مَغْفِرَۃٌ وَّ اٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ پہلے دس دن میں رحمت برستی
ہے، دن میں بھی اور رات میں بھی جو آدمی روزہ کا حق ادا
کرے، کھیتی والے کھیتی کریں، نوکری والے نوکری کرتے ہیں،
ان کا ہر کام عبادت ہو جاتا ہے۔ اس واسطے انسان کو چاہیئے
کہ اس کے حقوق ادا کرے، روزے کے حقوق کو ادا کرنا چاہیئے
روزے کے حقوق یہ ہیں:۔ اوّل زبان کی حفاظت ہے، جھوٹ
نہ بولے، چغلخوری نہ کرے، غیبت نہ کرے، بدگوئی، بدکلامی،
جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ روزہ دار
کو چاہیئے کہ زبان کی تمام بُری باتوں سے حفاظت کرے۔
دوسرے ہاتھ کو محفوظ رکھے، چوری نہ کرے، ناجائز چیز
کو نہ پکڑے۔ تیسرے پیروں سے ناجائز کاموں کی طرف نہ چلے
سینما تماشا فجار کی مجلس کی طرف چلنا گناہ ہے۔ چلے تو مسئلہ
پوچھنے کے لیے علماء کے پاس جائے۔ والدین کی خدمت کرے
اسی طرح اور نیک کاموں کی طرف چلے۔ چوتھے دل میں بُرے
خیالات نہ لائے کہیں عبادت کا فکر ہے کہیں نماز کا فکر ہے
تو اس عشرے میں بارش کی طرح اللہ کی رحمت برستی ہے۔ اب
بارش کے قطرے نہیں شمار کر سکتے۔ اسی طرح چاروں طرف
سے اللہ کی رحمت برستی ہے۔ دوسرا عشرہ اس کا نام
ہے عشرۂ مغفرت۔ جو گناہ ہوتے ہیں سب معاف
ہو جاتے ہیں، بیسویں دن سب معاف ہو جاتے ہیں
البتہ حقوق العباد نہیں معاف ہوتے۔ اس کی صورت
یہ ہے کہ اُس آدمی کے سامنے جا کے معافی مانگے۔
کہ میں نے تیرا فلاں نقصان کیا ہے تو معاف کر دے۔
اگر معاف نہ کرے تو رقم ادا کر دے۔ نماز رہ گئی
ہے تو اس کو قضا کرے اور روزے رہے ہوئے
ہیں تو ان کو بھی قضا کرے۔ باقی جو گناہ کر لیے ہیں،
بدنظری بُرائی کر لی ہے۔ اس کا بدلہ یہ ہے توبہ کر
لے تنہائی میں روئے معاف ہو جائیں گے۔ ہاتھ اٹھائے
وہ خالی نہیں جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے!
جس وقت تو ہاتھ اٹھاتا ہے تیرے اتنے گناہ ہیں جتنے
آسمان اور زمین کے درمیان جو فضا ہے یہ بھی بھر جائے۔ اتنے
گناہ ہیں تو میں ان کو بھی معاف کر دیتا ہوں۔ مجھے شرم آتی
ہے ہاتھ خالی واپس کرتے ہوئے وَاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ
(اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے) جو گنہگار ہوتے ہیں
ان کو رمضان کی برکت سے معافی ہو جاتی ہے اور دوزخ سے
رہائی ہو جاتی ہے۔ پھر وہ مستحق جنت ہو جاتے ہیں۔ عتق
من النار۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت یہ ہے کہ دنیا کے جتنے کام
ہیں سب کو عبادت میں داخل کرتا ہے بلکہ ایک مسئلہ ہے
کہ رات کو پیٹ بھر کے کھا لیتا ہے تو اللہ کے نزدیک نہ
کھانے میں شمار ہے۔ فرشتے اور اللہ کھانے پینے سے بری
ہیں تو یہ ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے
کہ رات کو یہ اس واسطے کھاتا ہے کہ دن کو نہیں کھاؤں گا
تو یہ کھانا نہ کھانے کے برابر ہے جیسا کہ دیکھو کہ رمضان
کے مہینہ دارالاسلام بنا پہلے دارالکفر تھا۔ آپ ۶ھ میں
پہلا عمرہ کرنے کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ ڈیڑھ ہزار
آدمی ہمراہ لے جاتے ہیں۔ آگے کفار کا لشکر ہے۔ وہ کہتے
ہیں کہ ہم آپ کو آگے نہیں آنے دیتے کفار نے کیا اپنے غرور
میں، ہوتے ہوتے قصہ لمبا ہے، پھر صلح ہو گئی۔ بہت کڑا
ہوا فیصلہ ہوا کہ آپ اس دفعہ مدینے واپس جائیں
اور آئندہ سال بھی صرف تین دن کے لیے آئیں اور
فوراً واپس چلے جائیں تلوار میانوں میں بند ہو، ایک شرط
یہ بھی تھی کہ کافروں میں سے جو شخص اسلام لائے اور
ہجرت کرے۔ مسلمان اس کو پکڑ کر واپس کر دیں اور مسلمانوں
میں سے خدانخواستہ اگر کوئی شخص مرتد ہو کر چلا آئے۔
تو وہ واپس نہ کیا جائے اور دوسری شرائط بھی تھیں
صلح تمام ہو گئی اور پھر آپ واپس ہو گئے۔ راستہ
میں آیت نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (بیشک
ہم نے آپ کو فتح کھلی دی) حالانکہ یہ فتح نہیں۔ فتح دو سال

بعد میں ہوئی۔ مکہ شریف میں فتح ہوا، مگر اللہ نے اس کا نام فتح رکھا ہے۔ اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح اس واسطے کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کے آگے فتح کرا دے گا تو اسی طرح یہ کھانا نہ کھانے کی نیت سے ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی نہ کھانا ہوا۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں آتا ہے وَتُصَفَّدُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ کہ اس میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ پھر اس کے باوجود لوگ برائی، زنا، بدکاری، چوری کیوں کرتے ہیں۔ علماء نے جواب دیا ہے اور بڑا عمدہ جواب دیا ہے کہ لفظ ہے مَرَدَةُ کا مَرَدَةُ کہتے ہیں سرکش شیاطین کو تو وہ تو قید کر لیے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے باقی رہ جاتے ہیں وہ وسوسے ڈالتے ہیں اور برے خیالات ڈالتے ہیں تو یہ گناہ ان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جواب ۲۔ شاہ اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ دو وجہ سے ہوتے ہیں۔ ایک شیاطین کی وجہ سے۔ یہ شیطان لاحول سے بھاگ جاتا ہے اذان سے بھاگتا ہے، اقامت سے بھاگتا ہے۔ شیطان بڑا دشمن ہونے کے ساتھ کمزور بھی بڑا ہے۔ دوسری چیز ہے نفس، یہ نفس ہر وقت موجود رہتا ہے لاحول وغیرہ سے بھاگتا نہیں۔ یہ ہر وقت انسان کو رغبت دیتا ہے برائی کی تو اس کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی دین یہ ہے کہ دوزخ کے دروازے بند کر دیے تاکہ لوگ نیکی کریں اور دوزخ سے بچیں، جب ہم روزہ کھولتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ سات لاکھ گنہگاروں کو معاف کرتے ہیں۔ روزہ داروں کے روزہ کھولنے کی خوشی میں جمعہ کے دن اتنے گنہگاروں کو معاف کرتے ہیں جتنے ہفتہ میں سارے معاف ہوئے تھے۔ اور انتیسویں یا تیسویں دن اتنے لوگوں کو بخشتے ہیں جتنے ہر ہر دن میں اور ہر ہر جمعہ میں جیسا کہ یہاں بھی نظام یہی ہے۔ دنیا میں بھی یہی ہوتا ہے۔ جب کوئی بادشاہ جاتا ہے تو بہت سے قیدیوں کو رہا کر دیتا ہے۔ اس آخری دن میں رضائے الٰہی نصیب ہوتی ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ تنوین تقلیلی ہے، تھوڑی سی رضامندی بھی اللہ کی بہت بڑی چیز ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ جوتوں میں بھی جگہ مل جائے تو

بہت بڑی دولت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جن کو سب سے آخر میں معاف کریں گے وہ علماء انبیاء کی سفارش سے معاف کریں گے۔ اللہ پوچھیں گے کہ اور تو کوئی نہیں رہتا۔ انبیاء علماء کہیں گے کہ نہیں اور کوئی نہیں رہا۔ اللہ کہیں گے میری نظر میں اور بھی ہیں۔ ایک مٹھی بھریں گے اور ہزاروں گنہگاروں کو نکال دیں گے۔ بندوں کی طرح مٹھی مت سمجھو اور کہیں گے مانگ تو اپنے منہ سے جو مانگتا ہے۔ غرضیکہ اتنا مانگے گا جتنی دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تجھے دس گنا زیادہ دے دیا۔ یہ احسان ہوگا سب سے نہایت چھوٹے درجے کے جنتی پر اور جو بڑے درجہ کے جنتی ہوں تو ان کا کیا کہنا۔ جب پلصراط سے گزریں گے تو پلصراط پر پولیس ہوگی۔ ایک پولیس ٹکٹ دیکھے گی کلمہ کا اگر مسلمان ہوا اور ٹکٹ پاس ہوا کلمہ کا تو گذر جائے گا ورنہ وہیں کٹ کر گر جائے گا۔ دوسری پولیس نماز کا ٹکٹ دیکھے گی۔ اگر ٹکٹ ہوا تو آگے گزرنے دیں گے ورنہ نہیں۔ اسی طرح سب چیزیں دیکھیں گے اور کامل مومن ہوا کی طرح وہاں سے گزریں گے۔ ایک مومن کہے گا کہ پلصراط تو دیکھ لیں۔ یہ کہتا ہے تو وہ پلصراط کو دیکھنے کے لیے کھڑا ہو جائے گا تو دوزخ پکار اٹھے گی، اس کو زبان ہوگی جُزْ يَا مُؤْمِنُ فَإِنَّ نُورَكَ يُطْفِئُ نَارِي۔ اے مومن جلدی یہاں سے چلا جا، کھڑا نہ ہو کیونکہ تیرا نور میری نار کو بجھا رہا ہے تو جلدی کر۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

روزے کے فوائد

محمد حنیف ایم - اے (عربی - اسلامیات)

روزے کے بے شمار فوائد ہیں۔ مثلاً روحانی فوائد، جسمانی فوائد، دینی فوائد، معاشرتی فوائد، اجتماعی وغیرہ۔

۱- روحانی فوائد

ا :- تزکیہ نفس۔ روزے سے نفس کی طہارت حاصل ہوتی ہے، جب مسلمان روزہ رکھتا ہے تو وہ درحقیقت حکم خداوندی کی اطاعت کر رہا ہوتا ہے۔ وہ بھوک و پیاس کے ذریعے اپنی روح کو جسمانی کثافتوں سے پاک کر رہا ہے۔ وہ شہوات نفسانیہ سے رُکتا ہے۔ قلب و دماغ کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے، چیر عبادات میں پورا ماہ منہمک رہتا ہے، جس کے نتیجے میں روزہ دار تزکیۂ نفس کا انعام پاتا ہے

ب :- تکسیر شہوات :- جب انسان اپنی مرضی سے کھاتا پیتا ہے اور جب چاہے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرتا ہے تو اس وقت اس پر شہوات کا غلبہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس روزے کی حالت میں شہوات نفسانیہ کو مغلوب کرنا پڑتا ہے۔ اس بنا پر روح انسانی لطیف تر ہو جاتی ہے۔ اور انسان کو روحانی بالیدگی حاصل ہوتی ہے جو تقرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

ج :- ارتقا روحانی :- روزے کے اندر کم کھایا، کم پیا، کم سویا اور کم بولا جاتا ہے۔ پھر کثرت سے عبادت کی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا چار چیزوں سے نفس کی کثافتیں دور ہونے سے روح پاکیزہ ہو جاتی ہے۔ اور روح ارتقائی منازل طے کرتی ہے۔ اور معرفت الٰہی کے حصول کے لئے سالک کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔

د :- اسرار رحمانی :- جب نفس پر روزے کے ذریعے مجاہدہ ہوتا ہے۔ روح لطیف ہوتی چلی جاتی ہے، جوں جوں روح زیادہ سے زیادہ لطیف ہوتی جائے گی۔ اسرار رحمانی زیادہ سے زیادہ منکشف ہوتے جائیں گے۔

ل :- قرب الٰہی :- مسلمان کی زندگی کا مقصد قرب الٰہی کا حصول ہے۔ جب صائم روزہ کی مذکورہ بالا حالتوں سے گزرتا ہے تو اس کا ثمر قرب الٰہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ روح خدا کی محبت سے سرشار ہو کر سکون سرمدی پاتی ہے۔

۲- جسمانی فوائد

الف :- بیماریوں سے حفاظت : بسیار خوری بہت سی بیماریوں کا باعث بن جاتی ہے۔ روزہ بسیار خوری سے بچاتا ہے۔ اس طرح بیماریوں سے بطریق احسن حفاظت ہو جاتی ہے۔

ب :- جسم کا آلائشوں سے پاک ہونا :- روزے کی حالت میں جسم کو کھانے کی ایک معین مقدار ملتی ہے، پھر کھانا بھی معین وقت پر کھانا پڑتا ہے جس کے نتیجے میں جسم ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

ج :- چستی کا پیدا ہونا :- جب روزے دار مقررہ وقت پر کھانا کھاتا ہے۔ رات کو تراویح کے لئے [illegible] ہے تو اس کے معمولات میں ایک ربط پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ ہر کام مقررہ وقت پر کرنے کا عادی ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طریق سے جسم چست و چالاک رہتا ہے۔

د :- مجاہدے کی عادت :- روزے دار کو روزے کی حالت میں اپنے نفس پر مجاہدہ کرنا پڑتا ہے وہ بھوک پیاس برداشت کرتا ہے جب پورا ماہ اس کی مشق کرتا ہے تو اُسے مجاہدے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

۳- دینی فوائد

الف :- رحمتوں کا نزول :- ماہ رمضان میں حق تعالےٰ کی طرف سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ خداوند کریم جب اپنے بندوں سے خوش ہوتا ہے تو لطف و کرم کی بے پایاں بارش مخلوق پر برساتا ہے فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ رمضان کے پہلے دس دن اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

ب :- مغفرت حق کا حصول :- مسلمان کی زندگی کا مقصد و مرام مغفرت حق کا حصول ہے۔ جب مسلمان ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ تو اسے اللہ کی طرف سے

مغفرت کا پروانہ مل جاتا ہے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ رمضان کے وسطی دس دنوں میں حق تعالےٰ کی طرف سے بندوں کی مغفرت فرمائی جاتی ہے۔

ج :- جہنم کی آگ سے خلاصی :- جب مغفرت حق حاصل ہو جاتی ہے تو خداوند کریم کی طرف سے ان افراد کے متعلق جہنم سے آزادی کا پروانہ مل جاتا ہے سبحان اللہ۔ یہ سبھی رمضان المبارک کے روزوں کی برکات ہیں

د :- روزے دار کی جزا :- خداوند دو عالم کا ارشاد ہے کہ ہر نیک عمل کی جزا دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دی جاتی ہے۔ مگر روزے کی جزا میں خود عطا کرتا ہوں یا خود جزا بنتا ہوں۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں ایک دروازے کا نام باب الریّان ہے جس میں سے صرف روزے دار ہی داخل ہو سکیں گے۔

د :- شفاعت کی ضمانت :- روزے دار صبح کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو تراویح میں قرآن پاک کی تلاوت سنتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی شفاعت کا سامان مہیا کرتا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ اور قرآن قیامت کے دن روزہ رکھنے والے اور قرآن سننے والے کی سفارش کریں گے۔

س :- قابل رشک عبودیت :- مسلمان رات کو تراویح سنتا ہے۔ صبح کو روزہ رکھتا ہے۔ اس وقت وہ ملکوتی صفات کا حامل ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی یہ کیفیت ملائکہ کے لئے بھی قابل رشک ہوتی ہے۔ اس مقام پر بندہ واقعی اللہ تعالےٰ کی نیابت کا حق دار معلوم ہوتا ہے۔

د :- کئی گنا اجر کا ملنا :- رمضان کے مہینے میں مسلمان کے اجر میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ نفلوں کا ثواب فرض کے برابر اور فرائض کا ثواب ستّر فرضوں کے برابر ملتا ہے، جو رب کریم کا بہت بڑا عطیّہ ہے۔

م :- لیلۃ القدر کا ثواب :- یہ رات ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ رمضان کے مہینے میں یہ رات بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

۴- اجتماعی فوائد

الف :- اجتماعی مغفرت کا ملنا :- اس پاکیزہ ماہ میں خداوند قدوس ہر رات بے شمار ایسے افراد کو معاف فرماتے ہیں جو دوزخ کے لائق ہو چکے ہوتے ہیں اجتماعی طور پر بندوں کا معاف کیا جانا خداوند کریم کی خوشنودی کی علامت ہے۔

ب :- اجتماعی طور پر جنت میں داخل ہونا :- اس ماہ مبارک میں خداوند کریم لاتعداد مذنبین کے گناہوں کو معاف فرما کر جنت میں داخل فرماتا ہے۔

ج :- اجتماعی اعمال کا :- جب نیک اعمال کثرت سے خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں تو خداوند کریم اپنے بندوں کے لئے نیک فیصلے فرماتے ہیں۔ روزے کی برکت سے اجتماعی طور پر بہت زیادہ نیک اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں جو احسن فیصلوں کے صدور کا باعث بنتے ہیں۔

د :- عباد پر خدا کا فخر کرنا :- جب بندوں کی اکثریت اس ماہِ مبارک میں نیکیوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتی ہے تو خداوند تعالےٰ فرشتوں کے روبرو ان نیک بندوں پر فخر کرتا ہے۔

۵- معاشرتی فوائد

الف :- ضبط نفس کی عادت :- روزہ انسان میں ضبط نفس کی عادت ڈالتا ہے۔ جب بندہ کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کو خدا کی رضا کے لئے ترک کر دیتا ہے تو دوسرے الفاظ میں وہ اپنے نفس پر کنٹرول کر رہا ہوتا ہے۔ کنٹرول کی یہ مشق پورا ماہ ہوتی ہے جس سے روزہ دار ضبط نفس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس کا نفس اوامر و نواہی کا خوگر ہو جاتا ہے۔

ب :- پابندی اوقات کی عادت :- روزے دنوں میں روزہ دار مقررہ وقت پر اٹھتے ہیں۔ مقررہ وقت پر کھانا کھاتے ہیں اس طرح ان میں پابندئ اوقات کی بہترین عادت پڑ جاتی ہے جو معاشرتی زندگی میں بڑی اہمیت والی بات ہے۔

ج :- ایثار و ہمدردی کے جذبات کا پیدا ہونا :- روزہ دار جب روزہ رکھتا ہے تو اسے بھوک و پیاس کا احساس ہوتا ہے۔ اس طرح اسے محسوس ہوتا ہے کہ جو لوگ بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ روزے کی حالت میں وہ جس تکلیف کو خود محسوس کرتا ہے۔ بعد ازاں کسی دوسرے کو اسی دکھ میں مبتلا دیکھ کر

اس کے دل میں ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کی خاطر ہر قسم کی قربانی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

د۔ **بخل سے بچاؤ**:۔ ماہ رمضان میں مسلمان زیادہ سے زیادہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ رقم خود پہ خرچ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں بخل جیسی لعنت سے نجات مل جاتی ہے۔

ر:۔ **جدال وقتال سے نجات**:۔ روزے کی حالت میں جدال وقتال سے پرہیز کی مکمل طور پر ممانعت کی گئی ہے۔ مسلمان روزے کے دنوں میں جب اس کی مشق کرتے ہیں تو دوسرے ایام کے لئے بھی اس کے عادی ہو جاتے ہیں، جس کے ثمرات میں معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

س: **فحش گوئی سے نجات**:۔ روزے کی حالت میں بیہودہ بکواس اور فحش گوئی سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ رمضان کے مہینے میں روزہ رکھنے کی بنا پر فحش گوئی سے پرہیز پڑ جاتی ہے جو رمضان کے بعد بھی عملی زندگی میں کام دیتی ہے۔

ط۔ **چغلی سے نجات**:۔ روزے کی وجہ سے مسلمان چغلی سے پرہیز کرتے ہیں۔ کیونکہ اس فعل قبیح کے کرنے سے روزے میں فرق آتا ہے۔ رمضان کے روزے رکھنے سے کسی کی چغلی کھانے سے پرہیز کی عادت پڑ جاتی ہے۔

بقیہ: شذرہ

کا بھومر اپنے ماتھے پر لٹکائے ہوئے ہیں۔

بہر حال وضاحت ضروری تھی سو کر دی۔ ان بزرگوں کی تمام تر ہمدردیاں اس تحریک سے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ مسجد نور چھوڑ محکمہ اوقاف ہی توڑ دیا جائے کہ یہ محکمہ مداخلت فی الدین کے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی قرارداد یہی ہے اور یہ حضرات جمعیۃ کے ذمہ دار رہنما ہیں۔

معاصر چٹان سے!

مرحوم آغا شورش کی یادگار چٹان میں پچھلے دنوں حضرت مولانا مفتی محمود کا ایک انٹرویو چھپا۔ یہ انٹرویو مفتی صاحب سے حاصل کرنے والے تھے نواز صاحب جو اسلام آباد میں معاصر کے نمائندہ ہیں۔ لیکن افسوس کہ نہ انہوں نے اور نہ ادارہ چٹان نے ذمہ داری کا مظاہرہ کیا اور وہ دور از کار باتیں لکھیں جن کا حقائق سے تعلق نہ تھا۔ اور مفتی صاحب کا دامن ان سے قطعاً پاک۔

اب تازہ شمارہ میں مسٹر بھٹو کی پچھلے دنوں کی تقریر ڈیرہ اسماعیل خان جس کا تفصیلی جواب خدام الدین کے اداریہ میں مفتی صاحب کے قلم سے اور اکثر اخبارات و رسائل میں آ چکا ہے پر تبصرہ کے ضمن میں ایسی باتیں لکھی گئیں جو انتہائی افسوسناک ہیں۔ حمید اصغر نجید صاحب فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب اس تقریر سے پریشان ہیں۔ ہر ملنے والے سے کہتے ہیں میں نے کیا جرم کیا! اور انہیں ڈر ہے کہ ڈی، پی آر کا شکار نہ ہو جاؤں؟ انہوں نے مفتی صاحب کو مشورہ دیا کہ حوصلہ وہمت نہیں تو سیاست چھوڑ دیں، مدرسہ کے کنج عافیت میں بیٹھ جائیں۔

ہمیں انتہائی رنج ہے کہ نجید صاحب نے وہ بے سروپا باتیں لکھیں جن کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں۔

مفتی صاحب جرأت واستقامت کا پہاڑ ہیں، ان کی زندگی اس سے عبارت ہے۔ حوادث سے گھبرانا انہوں نے سیکھا ہی نہیں بلکہ حوادث کا مقابلہ ان کی امتیازی شان ہے اور ان کی پوری زندگی اس کا واضح ثبوت! پھر نہ معلوم نجید صاحب کو کس نے خبر دی کہ وہ پریشان ہیں اور ڈرتے ہیں جبکہ ہم ایسے خدام جو صبح وشام ان کی محفل میں حاضر ہونے والے ہیں کے سامنے کبھی کوئی بات نہیں ہوئی حتیٰ کہ کبھی گھبراہٹ محسوس تک نہیں ہوئی۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ وہ ہماری پریشانیوں میں ہمیں ڈھارس بندھاتے ہیں۔

بہرحال شورش مرحوم کے صاحبزادہ مسعود میاں اور ادارہ سے تعلق رکھنے والے تمام حضرات کو چاہیئے کہ لکھنے سے پہلے سوچنا اور تحقیق کرنے کو شعار بنائیں۔ اس روش سے مفتی محمود کے مخالفین چند مزید پرچے تو ضرور خرید لیں گے لیکن نقصان کا اندازہ مشکل ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں حق لکھنے حق بولنے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق بخشے۔

★

استاذم مخدوم معظم مبجل عارف باللہ مولانا خلیفہ محمد رحمہ اللہ عبد الحیلی

۱۵ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۷۵ء بروز جمعۃ المبارک کی وفات پر

غم کے چند آنسو

محمد موسیٰ عفی عنہ روحانی بازی

مماتٌ علی موتٍ مُقیمٌ ومُقعِدُ — وجرحٌ علی جرحٍ یسیلُ ویزبِدُ

افسوس کہ موت پر موت واقع ہو رہی ہے جس کا خوف زندوں کو تڑپا رہا ہے — اور زخم پر زخم ہیں جس کا لہو سیلاب بن کر موجزن ہے

وما زلتُ أبکی واحداً بعد واحدٍ — یموتُ من الاخوانِ والموتُ یوعِدُ

اور میں مسلسل ماتم کناں ہوں ان بزرگ بھائیوں پر — جو وفات پاتے جا رہے ہیں اور موت زندوں کو دھمکی دے رہی ہے

ویرعدُ موتٌ کلَّ نادٍ منادیاً — حذارِ لکلٍّ نوبةٌ ثم موعِدُ

اور موت ہر مجلس والوں کو ڈراتی ہوئی یہ آواز دے رہی ہے — خبردار! ہر ایک کی باری آنے والی ہے اور وعدۂ موت کا وقت

تفتّتَ قلبی اذ نعی الناسُ شیخنا — وصاحوا الامات الکریمُ محمّدُ

میرا دل پارہ پارہ ہوا جب لوگوں نے میرے شیخ خلیفہ کی موت کی خبر دی — اور یہ آواز دی کہ حضرت خلیفہ محمد صاحب انتقال کر گئے!

شریفٌ نجیبٌ فاضلٌ ملءُ ثوبِہ — واورعُ ملءُ القلبِ ازکی وازھدُ

وہ شریف ہیں، بڑے ہیں، کامل فضیلت والے — تقویٰ سے پُر دل والے بڑے پاک دامن اور زاہد ہیں

وضاقت جہاتُ الارضِ طرّاً واظلمت — ولم ادرِ ما قد کنتُ ادری واقصِدُ

زمین کی ساری جہات بسبب غم تنگ و تاریک ہوئیں — اور اب میں نہیں جانتا وہ جو پہلے جانتا تھا اور ان کا قصد کرتا تھا

أحنُّ الی شیخی لو الوصلُ ممکنٌ — واسری لألقی لیت جدّی یسعدُ

میں اپنے شیخ کی ملاقات کا مشتاق ہوں کاش کہ وصل ممکن ہوتا — اور ساری رات انکی ملاقات کیلئے سفر کر رہا ہوں کاش میرا بخت اس بارے میں نیک ہو

سقى الله عبد الخليل اذ كان شيخنا — بها كان يتلو الذكر والله يعبد

اللہ تعالیٰ آباد و سیراب کرے واللہ عبد الخلیل کو، کیونکہ آپ ہمارے شیخ مرحوم — اس میں مدت طویل تک قرآن مجید کی تلاوت اور خدا کی عبادت کرتے رہے

فما لك يا جفني دمعت لفقده — وقد كنت مشهورا بانك اجمد

تجھے کیا ہوا اے آنکھ کہ تو ان کی موت پر مسلسل آنسو بہا رہی ہے — جب کہ تو مشہور تھی جمود میں

ذهبت فقد استأسرت افئدة الورى — فكل فؤاد في ضريحك مصفد

آپ چلے گئے اور احباب کے دلوں کو قید کر کے ساتھ لے گئے — لہٰذا سارے قلوب آپ کے پاس قبر میں قیدی ہیں

فواحسرتا ما كان ظني ان ارى — زمانا به ارثيك شيخي وانشد

ہائے افسوس میرا یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ میں دیکھوں گا — وہ زمانہ کہ اس میں آپ کی موت پر میں آپ کا مرثیہ لکھوں گا

فتبكيك افلاك وبيد وانجم — وارض بها قد كنت تتلو وتسجد

سو آپ کو رو رہے ہیں، آسمان، جنگل اور ستارے — اور وہ زمین بھی ماتم کناں ہے جس پر بیٹھ کر آپ تلاوت اور سجدے کرتے تھے

وابكيت محمودا وفلذت قلبه — الم يكف ما ابكاه من قبل احمد

اور آپ نے اپنی موت سے بھائی حضرت مفتی محمود صاحب کو رلا دیئے اور ان کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا — کیا آپ کی موت سے قبل بھائی احمد مرحوم کی موت کا غم اس کیلئے کچھ کم تھا

وكنا كندماني جذيمة حقبة — من الدهر حتى قيل لا نتبدد

اور ہم تھے جذیمہ بادشاہ کے دو رفقاء کی طرح مدت دراز تک — تا آنکہ کہا گیا کہ ہم جدا نہ ہو سکیں گے

فلما تفرقنا ومات كانني — بطول اجتماع لم يزرني محمد

لیکن جب ہم جدا ہوئے اور خلیفہ صاحب مر گئے تو گویا مجھے — باوجود طویل رفاقت کے ایک بار بھی خلیفہ محمد صاحب نہیں ملے

ولا تعجبوا من سرعة الموت انه — مكر على تشتيت شمل ومرعد

تعجب مت کرو موت کے جلد جلد آنے سے کیونکہ وہ ہمیشہ — بار بار ہر مجتمع کو متفرق کرتی ہے اور ڈراتی ہے

ومن عاش دهرا مات يوما بحسرة — ومن مات فات الطالبين وان يدوا

جو شخص جتنی طویل زندگی پائے ایک دن ضرور حسرت سے مرے گا — اور جو مر گیا وہ پھر چاہنے والوں کو نہیں مل سکتا اگرچہ بڑا مال خرچ کر لیں

وما ينفع العمر الطويل فانه — على طوله يمسي قصيرا وينفد

اور ایسی طویل عمر کا کیا فائدہ جو باوجود اپنی — طویل ہونے کے وہ کوتاہ ہو کر ایک دن ختم ہو جاتی ہے

يمر لنا عام ويوم وساعة — ونقرب من قبر وما كان يبعد

جوں جوں گزرتے ہیں ہمارے سال، دن اور گھڑیاں — توں توں ہم قریب ہو رہے ہیں قبر کے اور برزخ کے جو دور تھا

رُوَیدَكَ لا تنسَ المقابرَ والبلَی ‖ علی موتِكَ الا اذا انتَ تُلحَدُ

اے سامع ٹھہرے مت بھولیے قبرستان کو اور اپنے ... ‖ موت پر ... جب تم لحد میں رکھے جاؤ گے

الا انَّ لهوٍ او هوًی قد اصبتَه ‖ علی ثقةٍ فاعلم یَبِیدُ و تُفقَدُ

خبردار ہر لہو و لعب جس پر تو مشغول ہو ‖ وثوق کے ساتھ یاد رکھو وہ ایک دن فنا ہوگا اور آپ معدوم ہوںگے

رعی اللہ عصرَ الوصلِ والوصلُ طیبٌ ‖ بخانِ محمدٍ عُد فعَودُكَ احمَدُ

اللہ محفوظ رکھے زمانہ وصل اور وصل احباب اچھی چیز ہے ‖ وانڈہ خان محمد میں واپس لوٹیے اور واپس آنا لائق ستائش ہے

وانّی اذا وُرقُ الحمامِ ترنّمتْ ‖ ذکرتُ بعبدِ الخیلِ ماکنتُ اعهَدُ

میرا حال یہ ہے کہ جب بھی کبوتر نغمہ سنجی کرتے ہیں ‖ تو مجھے عید الخیل میں حضرت خلیفہ مرحوم کی خدمت میں گزرا ہوا زمانہ یاد آتا ہے

جنیتَ اعزرائیلُ نهرًا تصوّحتْ ‖ به روضنا اذ کان یهدِی ویُرشِدُ

اے عزرائیل! افسوس آپ نے وہ پھول توڑا جس کی وجہ سے ‖ سارا چمن اجڑ گیا کیونکہ مرحوم ہمارے رہنما اور مرشد تھے

اُصیبَ العُلی والفضلُ والخُلقُ والسنا ‖ بفاجعةٍ اِذ قیلَ ماتَ محمّدُ

عزدہ ہے بلندی، فضل، اخلاق حسنہ اور نور اسلام ‖ بڑے حادثہ کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ خلیفہ محمد مر گئے

خلیلیَّ کُفّا عن ملامی فانّنی ‖ فقدتُ [illegible] اِذی حین فاظ محمّدُ

اے میرے دوستو! میری ملامت سے رک جاؤ کیونکہ میں ‖ اپنا دل گنوا چکا جب خلیفہ محمد صاحب وفات پا گئے

حیاةُ الوری البستانُ ازهارُها الوری ‖ واحسنُها فی العصرِ طیبًا محمّدُ

یہ زندگی ایک باغ ہے جس کے پھول انسان ہیں ‖ اور ان پھولوں میں سب سے بہتر باعتبار مہک کے اپنے زمانہ میں خلیفہ محمد تھے

ونخبةُ عصرٍ لا یملُّ جلیسُه ‖ لما عمّةُ الخُلقُ الکریمُ المحمّدُ

آپ اپنے زمانہ میں ایسے چنے ہوئے تھے کہ ان کا ہم مجلس کبھی تنگ نہیں ہو سکتا تھا ‖ کیونکہ ان کے اخلاق کریمہ و حمیدہ عام تھے

وماتَ ولهفی لم اُفز من لقائه ‖ بادنی الذی یرتادہ المتزوّدُ

اور وہ مر گئے افسوس کہ ان کی ملاقات سے گویا میں اتنا بھی نہ پا سکا ‖ جتنا قلیل زاد راہ مسافر اپنے ... ہے

دَعُونی اخِلّائی وعینی ودمعَها ‖ وثنّوا احادیثَ الحبیبِ وردّدُوا

اے دوستو! مجھے یوں رہنے دو اور میری آنکھ کے آنسو بہنے دو ‖ بس تم بار بار میرے حبیب کی باتیں دہرایا کرو

فانْ تکنِ الایّامُ فرّقن بیننا ‖ فقد بانَ محمودًا وقد کان یُحمدُ

اگرچہ زمانے نے ہمارے درمیان تفرق کردی ‖ سو مرحوم جدائی کے وقت بھی ستودہ صفات تھے اور اس سے قبل بھی

وَأَلْقَى عَلَيْنَا حَجَرًا مَوْتُ شَيْخِنَا

ہمارے شیخ کی وفات نے ہم پر غم کا وہ پہاڑ ڈال دیا ہے

يُدَاسُ بِهِ دَوْسًا قُلُوبٌ وَأَكْبُدُ

جس سے دل و جگر روندے گئے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئے

لَقَدْ صَرَفَ اللهُ الْمَكَارِهَ عَنْكُمُ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو برے اعمال سے پاک رکھا

أَقُرَّةَ عَيْنِ الدِّينِ إِنَّكَ سَيِّدُ

سو اے چشم اسلام کی ٹھنڈک آپ بے شک سردار ہیں

وَقَدْ كُنْتَ بُسْتَانَ الْمَكَارِمِ وَالْعُلَى

آپ نیکیوں اور روحانی بلندیوں کا باغ تھے

تُزِيلُ هُمُومَ النَّازِلِينَ وَتَطْرُدُ

آپ اپنے پاس آنے والوں کے غموں کا ازالہ کرتے تھے

لَبِسْتَ الْمَعَالِي فَهُوَ ثَوْبٌ مُطَبَّقٌ

آپ نے بلندیوں کا لباس زیب تن کیا سو یہ لباس آپکے

عَلَى قَدِّكَ الْأَسْنَى وَأَنْتَ مُمَجَّدُ

بلند و بالا قد پر منطبق ہے اور آپ بزرگ ہیں

فَإِنْ غِبْتَ عَنْ عَيْنِي فَوَاللهِ لَمْ تَغِبْ

اگرچہ آپ میری آنکھ سے غائب ہوئے لیکن واللہ غائب نہیں ہوئے

عَنِ الْقَلْبِ إِذْ نَارُ الْمَوَدَّةِ تُوقَدُ

دل سے کیونکہ اس میں آتش محبت جل رہی ہے

وَإِنَّكَ حَيٌّ يَا خَلِيفَةُ لَمْ تَمُتْ

بے شک آپ زندہ ہیں اے خلیفہ محمد! مرے ہرگز نہیں!

وَهَلْ مَاتَ مَنْ ذِكْرَاهُ فِي النَّاسِ سَرْمَدُ

کیا وہ شخص مردہ شمار ہو سکتا ہے جس کا ذکر خیر دائمی ہو

أَتَاكَ غَرِيبٌ مُفْرَدًا رَبِّ هَبْ لَهُ

اے اللہ آپکے پاس ایک مسافر خلیفہ صاحب تنہا آگیا سو انہیں عنایت فرمائیں

جِنَانًا وَرَيْحَانًا وَرَوْحًا تُخَلَّدُ

جنتیں روح و ریحان جو کہ دائمی ہوں

وَنَوِّرْ ضَرِيحَ الشَّيْخِ «رَبِّي» فَطَالَمَا

اے اللہ! خلیفہ مرحوم کی قبر منور کر دیں کیونکہ وہ مدت دراز تک

يَبِيتُ وَيَبْكِي فِي رِضَائِكَ يَسْهَدُ

ساری رات روتے ہوئے تیری رضا کی خاطر جاگتے رہے

وَكَانَ حَمِيدَ الْخُلْقِ فَاقْبَلْ شَهَادَتِي

اے اللہ! وہ نیک خلق تھا، سو میری گواہی قبول فرما

فَإِنَّا عَلَى تَقْوَاهُ يَا رَبِّ نَشْهَدُ

سو ہم سب ان کے تقویٰ کی گواہی دے رہے ہیں

وَأَمْرُكَ رَبِّي فِي الْأَنَاسِيِّ نَافِذٌ

اے اللہ آپ کا ہر حکم انسانوں پر نافذ ہے

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَنْ يُطِيعُوا وَيَجْحَدُوا

خواہ وہ دل سے مانیں یا انکار کریں

وَوَجْهُكَ بَاقٍ غَيْرُ وَجْهِكَ زَائِلٌ

آپ کی ذات ہی باقی ہے اس کے سوا سب فانی ہیں

وَإِيَّاكَ رَبِّي نَسْتَعِينُ وَنَعْبُدُ

اور اے رب ہم سب آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ
مشتاق احمد حلیمی
ایم اے

وحدۃ الوجود اسلام کے جو صوفیہ اس نظریے کے قائل ہیں۔ ان کے ہاں اس کا دوسرا نام "ہمہ اوست" ہے اگر ان صوفیہ کی اس سے مراد یہ ہے کہ تمام کائنات اللہ تعالےٰ کے وجود سے نکلی ہے اور آخر کار اسی میں مدغم ہو جائے گی۔ یہ تو سراسر کفر اور الحاد ہے۔ اس طرح کسی صورت بھی اس کا ماخذ اسلام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فلسفۂ نو فلاطونیت ہی ہو سکتا ہے۔

اگر اس سے ان کی مراد یہ ہو کہ صرف حق تعالےٰ موجود ہے، اور باقی ہر چیز تغیر پذیر ہے۔ اسی ایک موجود کے نور سے پوری کائنات منور ہے تو پھر اس کی اصل فلسفہ نو افلاطونیت نہیں بلکہ اسلام ہے قرآن میں ہے۔ قل کل من عند اللہ وان الی ربک المنتہیٰ۔ اللہ نور السموٰت والارض اس دوسری مراد والے نظریے کو واجب الوجود کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

یہ درست ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی اور دوسرے لوگوں نے فلسفۂ نو فلاطونیت سے متاثر ہو کر مسئلہ وحدۃ الوجود کو اسلامی تصوف کے رنگ میں پیش کرنے کی پوری کوشش کی۔ مگر اس کا تعلق جملہ صوفیہ سے قائم کرنا ظلم ہے۔

فلسفہ بدھ مت:- ابراہیم بن ادھمؒ کے ترکِ دنیا کا واقعہ بدھ کے ترکِ دنیا کے واقعہ سے مشابہت ضرور رکھتا ہے۔ مگر دونوں میں بہت فرق ہے۔ اسلام کے ترکِ دنیا کے مفہوم سے بدھ مت کا ترکِ دنیا کا مفہوم قطعی مختلف ہے۔ جیساکہ "ترکِ دنیا" کے عنوان میں بیان کیا گیا۔

فناء:- ہو سکتا ہے کہ اسلام اور ہندو مت میں فناء کے تصور میں کچھ یکسانیت ہو۔ مگر ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ہندو مت کا تصورِ فنا صرف فردیت کی فنا تک محدود ہے اور یہ نفیٔ محض ہے۔ مگر اسلامی تصوف فنا کے بعد بقا کا قائل ہے۔ فلہٰذا ہندو فلسفہ کے تصورِ فنا کو اسلامی تصوف کے عقیدۂ فنا کا ماخذ قرار دینا صراحتہً غلط ہے۔

ایرانی فلسفہ اور مانویت:- امام غزالیؒ کی اسلامی تصوف کی تعلیمات کا دقیق مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایرانی فلسفے اور مانویت نے اسلامی تصوف پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ بلکہ اسلامی تصوف اور اس کی حیاتِ روحانی نے ایرانیوں کو بہت متاثر کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ ایرانی بہت جلد حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تھے

دراصل مستشرقین کو دین اور شریعت کے فرق کا پتہ نہیں چلا ورنہ وہ ایسے غلط دعوے کرنے سے پہلے ہزار بار سوچتے، بہرحال ان حقائق کے پیشِ نظر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی تصوف کی بنیادیں قرآن، حدیث، صحابہ کی زندگی اور تابعین و تبع تابعین کی سیرتیں ہیں نہ کہ مسیحیت اور نو افلاطونیت وغیرہ)

تصوف میں امام غزالیؒ کے تجدیدی کارنامے:-

جس فن کو امام غزالیؒ نے قلم لگایا اسی فن کو اپنی جدت طرازیوں سے نوازتے گئے۔ تصوف میں بھی آپؒ کے بے شمار تجدیدی کارنامے ہیں۔ جن کا مختصر خاکہ یہ ہے۔

- آپ نے صوفیہ کے ذوق، حال اور وجد شوق کو اہلِ سنت کا مسلک اور توحید کا جز ثابت کیا۔
- غلط کار اور جاہل صوفیوں اور ملحد باطنیوں نے اہلِ سنت میں تصوف بیزاری کا جو رجحان پیدا کیا تھا۔ آپ نے بیزاری کے اس رجحان کو دور کیا اور تصوف کو الحاد اور باطنیت کے شوائب سے پاک کر دیا۔
- فقہ و تصوف کو باہم گلے ملا دیا۔
- شریعت و طریقت میں جدائی کی کوششوں کو کاری ضرب لگا کر طریقت کو حقیقتِ شریعت اور سلوک کو مغز اعمال ثابت کیا
- آپ نے وضاحت سے بتایا کہ فلسفہ کے پیدا کئے ہوئے شکوک کو دور کرنے کے لئے علم کلام کافی نہیں بلکہ یقین کے میدان میں قلب

کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ قلب کی رہنمائی کا راستہ ریاضت و مجاہدہ ہے نہ کہ فلسفہ اور اس کی ابحاث

علاوہ ازیں آپ نے علم کلام، فلسفہ، اخلاق اور دیگر علوم میں حیرت انگیز تجدیدی کارنامے انجام دیئے۔ اسی لئے ہر دوست و دشمن آپ کو طوعاً و کرہاً مجدد اور رفارمر ضرور مانتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر امام صاحب کے یہ تجدیدی کارنامے بروئے کار نہ آتے تو صحیح اسلامی تصوف کا چہرہ شاید بالکل ہی بدنما ہو چکا ہوتا اور یہ اسلامی تصوف یونانی، رومی، عجمی اور ہندی تصورات میں گم ہو کر رہ جاتا۔

وما علینا الا البلاغ

پیش کش : جناب ظہور احمد صاحب ١١ ترتیب : علوی

احسن القصص

افادات : حضرت مولانا علامہ نور الحسن پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا

اور اہل مصر میں سے جس شخص نے یوسف علیہ السلام کو خریدا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسے اچھی طرح رکھو۔ قریب ہے کہ مستقبل میں ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔

وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ

اور اس طرح سے ہم نے سرزمین مصر میں یوسف کے قدم جمائے اور مقصود اس سے یہ تھا کہ باتوں کو ٹھکانے پر لگانا انہیں ہم سکھا دیں۔

وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔

اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ اپنے ہر کام پر پوری طرح سے غالب ہیں۔ لیکن اکثر لوگ اس راز کو نہیں جانتے۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا۔

اور جب یوسف علیہ السلام بھرپور جوانی کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکمت اور علم سے نوازا۔

وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ۔

اور نیک کردار لوگوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ۔

وہ خاتون جس کے گھر میں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے اس نے یوسف علیہ السلام کو پھسلایا۔ دروازے پوری طرح سے بند کر دیئے اور کہا بس آجاؤ تمہیں سے کہتی ہوں۔

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ۔

یوسف علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی پناہ۔ وہ میرا محسن ہے اس نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے — بے شک بدکردار لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا۔

اس خاتون نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں پکا ارادہ کیا تھا اور اس خاتون کے بارے میں بھی یوسف علیہ السلام نے ارادہ کر لیا تھا۔

لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ۔

اگر یوسف علیہ السلام اپنے پروردگار کی دلیل کو دیکھ نہ لیتے تو یقیناً برائی کا شکار ہو جاتے۔

كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ

یہ ہم نے اس خاطر کیا تاکہ یوسف علیہ السلام سے چھوٹی اور بڑی برائی کو پھیر دیں۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ۔

بے شک یوسف علیہ السلام ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں۔

تفسیر

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ الخ۔ پچھلے درس کے اخیر میں آپ سماعت فرما چکے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں ایک شخص نے خریدا اور یہ تو آپ شاید کل پرسوں سے سماعت فرما رہے ہیں کہ

بعض مفسرین کی رائے کے مطابق یوسف علیہ السلام کو دو مرتبہ بکنا پڑا۔ ایک تو اس وقت جب مدین کا قافلہ تھا یا بنو اسمٰعیل کا۔ آپ اختلاف سماعت فرما چکے ہیں ان کے یہاں بھائیوں نے بیچا اور یہی قافلہ ان کو مصر میں مالِ تجارت قرار دے کر لایا۔ دوبارہ پھر مصر کے بازار میں کیا بکے! قیمت کیا پڑی؟ اس کے متعلق آپ سماعت فرما چکے ہیں وشروہ بثمن بخس دراھم معدودۃ گنتی کے درھم تھے۔ معمولی قیمت سے انہیں بیچ ڈالا۔

توراۃ کے بیان کے مطابق کل انیس درھم ان کو ملے اور مصر میں جو آ کر بکے تو مؤرخین کہتے ہیں کہ کچھ نقد روپے تھے، ایک جوڑا کپڑوں کا تھا ایک جوڑا جوتے کا تھا ان کے بدلے یوسف علیہ السلام کو خرید لیا گیا۔

لیکن قیمت اس کی جو اللہ تعالےٰ کے یہاں ہو اور اللہ تعالےٰ کے یہاں کی قیمت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کے فرزند ارجمند ہیں، انسانوں نے انہیں کتنا بے قیمت بنا دیا۔ کہیں قیمت پڑتی ہی نہیں نہ شہروں میں نہ صحراؤں میں۔ لیکن واقعہ میں ان کی قیمت؟ تو آپ سماعت فرما رہے ہیں کہ یہ جو کچھ ہوتا رہا۔ ان کی ٹریننگ و تربیت کی قبیل سے تھا۔ جس مقام پر انہیں پہنچانا تھا اس راہ میں ان مراحل سے گزرنا ضروری ہے۔ لوگ انہیں بے قدر کر رہے ہیں بے وقعت بنا رہے ہیں اللہ کے یہاں ان کی وقعت اور بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

قرآن کریم نے کہا کہ جس شخص نے اہل مصر میں سے انہیں خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو اچھی طرح سے رکھنا۔ یہ شخص جس نے خریدا یہ کون ہے؟ قرآن عزیز نے اس کو عزیز کہا۔ لیکن ہم اندازہ کرتے ہیں کہ عزیز اس کا نام نہیں بلکہ غالباً اس رتبہ کا نام ہے جس مرتبہ پر وہ شخص فائز ہے اس لیے کہ آگے چل کر تیرھویں پارے میں آپ سماعت فرمائیں گے کہ برادرانِ یوسفؑ نے یوسف علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے کہا یا ایھا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا۔ دیکھو ہمارے اس بھائی کا باپ بہت بوڑھا ہے۔ یوسف علیہ السلام کو انہوں نے عزیز کہا۔ اس لیے کہ اب اس مقام پر یوسف علیہ السلام پہنچ گئے جس مقام پر وہ شخص تھا جس نے خریدا تھا تو عزیز سے مراد اس مرتبہ کا نام ہے۔

وہ مرتبہ کیسا تھا؟ توراۃ کے بیان کے مطابق وہ شاہی باڈی گارڈ کا آفیسر تھا۔ امام ابن جریر کے قول کے مطابق جو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے وہ شاہی خزانے دار تھا۔

بادشاہ کون تھا؟ یہ تاریخ کا بہت مُظلِم اور تاریک دور تھا۔ معلوم نہیں تاریخ میں واقعات کتنے ہیں اور قیاس آرائیاں کتنی ہیں؟ بہرحال یوسف علیہ السلام کے دور میں جو فرعون تھا اس کا نام ریان بن ولید بتایا جاتا ہے۔ یہ عزیز جسے عزیز مصر کہتے ہیں اس کا واقع میں کیا نام تھا؟

توراۃ میں اس کا نام قوطی فارت وطی فار بیان کیا گیا ہے۔ صاحب تفسیر بیضاوی نے دو نام اور نقل کیے ہیں۔ قِطفِیر اور اِظفِیر۔ پوری طرح سے یہ متعین نہ ہو سکا کہ اس شخص کا نام کیا تھا۔ قرآن نے اس کا نام نہیں لیا۔ بلکہ صرف یہ حوالہ دیا ہے کہ اہل مصر میں سے جس شخص نے یوسف علیہ السلام کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو اچھی طرح سے رکھنا۔ چنانچہ مؤرخین کا بیان ہے کہ مصر کے بازار میں جب اس نے یوسف کو دیکھا۔ اسے کسی غلام کی تلاش ہو گی۔ خریدنا چاہتا ہو گا۔ تو اس نے ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو یوسف کا مالک ظاہر کرتے تھے، ان سے کہا کہ یہ لڑکا غلام معلوم نہیں ہوتا، لیکن تم چونکہ یہ کہتے ہو کہ یہ غلام ہے، ہمارا غلام ہے اور ہم اس کو بیچ سکتے ہیں تو بہت اچھا میں اسے خرید لیتا ہوں۔

چنانچہ خرید لیا۔ اپنی بیوی سے کہا اکرمی مثواہ۔ قرآن نے اتنا ہی کہا کہ اپنی بیوی سے کہا۔ اس کا نام نہیں بتایا۔ اس کا نام کیا تھا؟ دو نام منقول ہیں۔ راعیل اور زلیخا۔ بہرحال قرآن نے اس کا نام نہیں بتلایا۔ نام کے ساتھ کسی ایسی خاتون کا ذکر جس کی یہ حرکات ہوں شائستگی کے

خلاف ہے اس لیے قرآن نے نام نہیں لیا۔ یہ لوگوں میں عام طور پر مشہور ہے کہ زلیخا جو بوڑھی ہو چکی تھی اس قصہ کے بعد جوان ہو گئی اور یوسف سے اس کا نکاح ہوا، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بیچ کوئی دلیل اور سند نہیں نہ قرآن میں اور نہ حدیث میں، بلکہ آپ غور فرمایئے کہ جس عورت کی بدکاری کا ذاتی طور پر تجربہ ہو چکا ہے یوسف علیہ السلام کو، وہ اس کو اپنے عقد میں لا سکتے ہیں۔ جبکہ آپ جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ قیاس اور عقل بھی یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ قرآن و حدیث اس سلسلہ میں بالکل خاموش ہیں۔ اور یہ حکایات ہیں جو لوگوں نے اپنے طور پر گھڑ لی ہیں۔ جس شخص نے مصر کے بازار سے یوسف علیہ السلام خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا اسے عزت سے رکھو۔ عَسٰیٓ اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا کیا بعید ہے آگے چل کر ہمارے لیے مفید ہو جیسے گھر میں غلام اور ملازم کو پالتا ہے اور آگے چل کر بڑا وفادار ثابت ہوتا ہے اور بلکہ ہو سکتا ہے ہم اس کو بیٹا ہی بنا لیں۔

چونکہ ان کے یہاں اولاد نہیں تھی۔ اولاد کیوں نہیں تھی تورات کے بیان کے مطابق وہ حصور تھا یا عقیم یعنی نامرد تھا۔ لیکن کسی کے ہاں اولاد نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ عورت یا عورت یا مرد نامرد ہے یہ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی ہے۔ قرآن نے اس کی تصریح نہیں کی۔ البتہ اس کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے یہاں اولاد نہیں تھی۔ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا اور واقعی یوسف علیہ السلام آگے چل کر عزیز مصر کے لیے بہت مفید ثابت ہوئے۔ تورات کے بیان کے مطابق ۱۳ سال تک یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے پاس رہے، اس کی ملازمت و غلامی میں رہے۔ ان کی وجاہت، ان کی خوبصورتی اور ان کی دیانت و امانت اور ان کی معاملہ فہمی سے وہ اس قدر متاثر ہوا کہ سارا اپنا کاروبار ان کے حوالے کر دیا۔

تورات کے بیان کے مطابق عزیز کو صرف اپنے کھانے پینے سے غرض تھی۔ اس کے علاوہ باقی سارے معاملات یوسف علیہ السلام ہی انجام دیتے تھے۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ الآیہ۔ غور فرمایئے جس انداز سے یوسف علیہ السلام کو لے جایا جا رہا ہے۔ اس کے متعلق عقل کہیں یہ گمان کرتی ہے یہ کسی بلند مرتبے کی طرف لے جایا جا رہا ہے؟ بھائیوں نے یہ سلوک کیا کہ کنوئیں میں ڈال دیا۔ کنوئیں سے نکلے تو قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا۔ انہوں نے مصر میں آ کر عزیز مصر کے ہاتھ بیچ دیا۔

عزیز مصر نے جا کر اپنے گھر میں غلام رکھ لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جیسے ہم نے اندھیرے کنوئیں سے یوسف علیہ السلام کو نکالا تھا۔ اسی طرح ہم نے سرزمین مصر میں یوسف کے قدم جما دیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مرتبہ رتبہ تک ان کو پہنچانا مقصود ہے۔ اس کے بیچ درمیان میں ٹریننگ اور تربیت کی جا رہی ہے۔

اور یہ شخصیت ہے جن کی بدولت بنی اسرائیل فلسطین سے ہجرت کر کے مصر میں آئے۔

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ۔ باتوں کو ٹھکانے پر لگانا ہم انہیں سکھائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کون سی بات ٹھکانے کی اور کون سی بات صحیح ہے؟ کون سی بات ہے جس کا نتیجہ یہ ہے، کس بات کا نتیجہ کیا ہو گا ــ؟ معاملہ فہمی ہم نے انہیں سمجھا دی۔ اس لیے کہ آگے چل کر انہوں نے بڑی ذمہ داری کو سنبھالنا تھا۔ ذمہ داری سنبھالنے سے قبل ان کی زندگی کی مختلف شاخوں میں ان کی تربیت ہو جائے، طبیعت میں معاملہ فہمی کا ملکہ پیدا ہو جائے تاکہ جس وقت ذمہ داری کا بوجھ ان پر پڑے تو وہ اس کو سنبھال سکیں اور معاملات کو درست رکھ سکیں۔

آپ نے اردو تراجم میں اس کا اگر ترجمہ ملاحظہ فرمایا ہو تو بعض جگہوں میں یہ ہو گا کہ اس خاطر کہ تاکہ ہم انہیں خوابوں کی تعبیر کا علم سکھا دیں۔ وہ بھی بالکل صحیح ہے۔

ہم نے جو عرض کیا وہ اس سے وسیع تر مفہوم ہے کہ ایک پیغمبر خواب کی تعبیر تو بتلا دے لیکن بیداری کے معاملہ کو نہ سمجھے۔ بیداری کے واقعات بھی سمجھے خواب کی تعبیریں بھی بتائے۔

مقصود ہمارا یہ تھا کہ اس کے قدم یہاں گڑ جائیں۔

(باقی آئندہ)

قرآن عزیز

کے متعلق

نبی رحمت علیہ السلام

کی

ایک دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ۔

ترجمہ:

اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور لونڈی کا بیٹا، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے تیرا حکم میرے معاملہ میں جاری ہے تیری حکمرانی میرے حق میں انصاف ہے میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے ہر اس مقدس نام کے صدقہ جو تو نے اپنی ذات کے لیے تجویز فرمایا یا اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا تو نے اس کو اپنے علم غیب میں اختیار فرمایا کہ قرآن کو میرے دل کی بہار بنا اور میری آنکھوں کی روشنی بنا دے نیز قرآن عزیز کو میرے رنج و غم کی دوری کا باعث بنا۔

مطبوعات
انجمن خدام الدین اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہورؒ
اسلامی تعلیمات ۔۔۔ ۱۲ روپے
مجموعہ رسائل انجمن خدام الدین
۱ تا ۱۲ ۲۵ ۔۔۔ ۳
اصلی حنفیت ۶۰ ۔۔۔ ۰
استحکام پاکستان ۶۰ ۔۔۔ ۰
مقصد قرآن ۷۵ ۔۔۔ ۰
مجلس ذکر ۸ حصے ۔۔۔ ۱۲
تقسیم وراثت مولفہ مولانا بشیر احمد ۵۰ ۔۔۔ ۱
محصولڈاک بذمہ خریدار
سوانح حیات حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
انوار ولایت ۔۔۔ ۶
مقامات ولایت ۔۔۔ ۱۰
مطلوبہ کتابوں کی قیمت بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنا ضروری ہے
زیادہ تعداد میں منگوانے والوں کے لیے تاجرانہ رعایت
ملفوظات طیبات ۲۵ ۔۔۔ ۳
گلدستہ صد احادیث نبوی ۷۵ ۔۔۔ ۰
شرح اسماء اللہ الحسنیٰ ۷۵ ۔۔۔ ۰
نجات دارین کا پروگرام ۶۰ ۔۔۔ ۰
بہشتی دوزخی کی پہچان ۶۰ ۔۔۔ ۰
خطبات ۸ حصے ۔۔۔ ۱۲
محسنۂ کائنات ۔۔۔ ۶
پی، سی، ڈی مارکہ
پرزہ جات سائیکل
سب سے اچھے اور سب سے سستے
واحد تقسیم کنندگان
بٹ سائیکل سٹور
نیلا گنبد۔ لاہور
فون ۶۵۹۴۲ ۔۔۔ ۶۵۳۰۹
نت نئے ڈیزائن
دیدہ زیب ملبوسات
رانا کلاتھ ہاؤس
۱۵-ای گلبرگ مارکیٹ۔ لاہور
فون ۶۲۹۵۷
مفت
الحاج حکیم حافظ محمد طیب نعمانی دوا خانہ رجسٹرڈ ۱۹ انگلسن روڈ لاہور
فون ۶۵۵۶
خدام الدین
دین حق کا مبلغ ہے ۔۔۔ اور ۔۔۔ حضرت لاہوریؒ کی روحانی یادگار!
خود پڑھیے دوسروں کو پڑھائیے
غرناطہ ریسٹوران ائیر کنڈیشنڈ جہلم
فون ۳۶۷۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ٦٠٧۴

فون نمبر ٦٧٥۴٥

منظور شدہ ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱٦۳۲۱۹ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵٦ء ۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۸۱-۲۳۴۷ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵٦ء
محکمہ تعلیم ۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DDA 5-20766/9/29 مورخہ ۲ اگست ۱۹٦۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G.M/۳۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹٦٧ء